

السلام علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیٰ صحبہٖ  
 قَالُوا هَذَا الَّذِي كَذَّبَ الْفِتْنُ بِهَا يَطْلُعُ قُرُونُ الشَّيْطَانِ (بخاری شریف)  
 ترجمہ :- اہل دینی نجد میں بزرے اور فتنے ہونے اور اس میں سے نکلیں گے قرون شیطان کا

الحمد للہ کہ کتاب مستطابہ

الموسومہ

# تاریخ نجد

یعنی

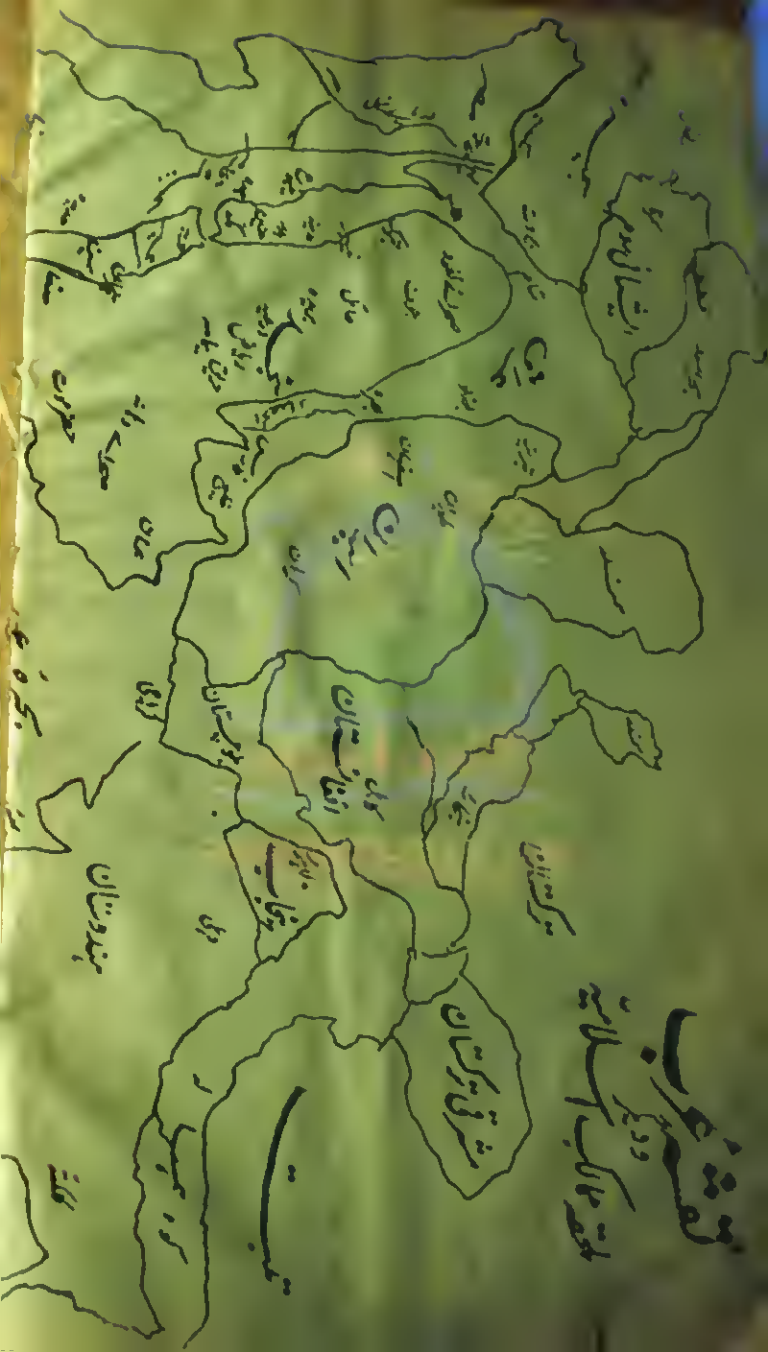
# حقیقت و ہابیہ

چشم مبین

سجدہ اور شیخ نجدی اور اس کے بنا کردہ فرقہ و ہابیہ کے حالات - عقائد اور  
 کارنامے بیان کئے گئے ہیں کہ اس نے آج سے سو اٹھ سال پیشتر کس بے دردی  
 سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ ان کے اموال لوٹے اور ان کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی۔  
 جس پر ترک غازیان اسلام پیشتر یکف نکلیں اور نجدیوں کو بد اعمالیوں کی خوب سزا دی  
 ابن سعود کی سابقہ مسلم کشی اور طائف میں تازہ مظالم کا بھی اس میں ذکر ہے  
 انجمن حزب الاحناف لاہور نے اپنے اسلامی بھائیوں کو حقیقت حال سے باخبر کرنے کے  
 لئے ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں شائع کیا ۛ

نہ کوئی پریس لاہور میں مہتمم میر قدرت اللہ پرنٹر چھپاؤ

# **نقشه خورشید** **دولت ملایک آملاتی**



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## عرض حال

مخدّدہ و فصلی علی رسولہ الکریم و علی الہدایہ و صحابہ اجمعین۔ یا اللہ مجھے توفیق دے کہ میں فرقہ نجدیہ کی صحیح صبح یا صبح مسلمانوں کے سامنے پیش کر سکوں۔ تاکہ ان کو اس فرقہ کے عقائد سے اطلاع ہو۔ اور وہ باخبر ہو کر صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ یہ تمام واقعات جو مذکور ہو چکے ہیں یعنی جہنم اور تمام سلاطین ترکی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ نیز ان کے گھوٹے یا بریٹنی کے میں متصل مذکور ہیں عزیزی تاریکین متعلق جنگاب تو بامہ بھی ان واقعات کی صداقت پر شاہد ہیں۔ ۱۳۱۰ھ میں ایک کتاب ”وہابی نامہ“ مکتبہ میں تھیں تھی جو عربی کتاب کو ترجمہ ہے۔ اس سے اور نیز مفتی محمد مسند کی کتاب ”الذکر والتنبیہ“ اور کتاب ”مذاہب مسلمانوں سے جو بڑی تحقیق سے ہر فرقہ کی اپنی کتابوں سے مرتب کی گئی ہے۔ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ لہذا اس کے تمام واقعات صحیح صحیح ہیں۔

فتنہ وہابیہ نجدیہ ایک سو اٹھ سال کے بعد پھر کمر اٹھا ہے۔ اس وقت خاتم سعود جس کے کارنامے مذکور ہوئے فرقہ نہیں ہاں ابن سعود زندہ ہے۔ شریف مکہ نے سلطان المعظم سے بیادات کی اور غداری کے گناہ کی اس کو ان کے ہاتھوں سزا ملی۔ جن کو ہندو روم و کابل و مصر الغرض دنیائے اسلام اگر کافر کا لفظ سخت نہ ہوتا تو بے دین تو ضرور کہتی ہے۔ اس سے زیادہ شریف کی ذلت کیا ہوگی کہ وہ دہلیوں کے ہاتھ سے ذلیل ہو۔ ہمیں شریف سے کوئی ہمدردی نہیں۔ وہ جتنا ذلیل و خوار ہو بہتر ہے مگر کوئی مسلمان جسے وہابیوں کی گزشتہ تاریخ سے واقفیت ہو گوارا نہیں کر سکتا کہ ان کا قدم ناموس و حیا کی مقدس سر زمین میں جسے لوہے مسلمان پھر اپنے بزرگوں کے مقامات متبرکہ کو منہدم ہوتے دیکھیں۔

ہمارے بھولے بھائے مسلمان بھائی جن کو وہابیوں کی تاریخ اور اعتقادات سے

ہی ہیں جتنے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ شریف کرے سے مخلصی حاصل ہوئی۔  
 بھان کی اس مسرت سے ہم آہنگ ہیں مگر جیسا کہ صدر جمعیتہ العلماء نے ظاہر  
 کر دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ وہابیوں کا حجاز پر قبضہ مسلمانوں کے لئے شریف کے قبضہ سے زیادہ  
 وبالہ جان و ضرر رساں ہے اور ہمیں گوارا نہیں کہ ان کی حکومت وہاں قائم ہو۔

سب بات کے ثبوت میں کہ وہابی نہایت بے ادب فرقہ ہے۔ ہم ان کی گزشتہ  
 تاریخ سے چند ورق پیش کرتے ہیں اور ان کے حائثیوں سے جو اپنے آپ کو تقیہ سے  
 مستند قرار دیتے ہیں پوچھتے ہیں کیا آپ ان بے ادبوں کو خود وہابیوں سے  
 آج سے سو اسو سال پیشتر حرمین شریفین میں تشریف لائے ہوئے جانتے سمجھتے  
 ہیں۔ اگر نہیں سمجھتے تو بتائیں کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ وہابی اب انہی  
 حرکات کے پھر تک نہیں جو گئے کیا انہوں نے اپنے اعتقادات بدل لئے ہیں یا  
 نہیں نہ اپنے بزرگوں کے افعال پر انہماک فرمت کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو اس کا کیا ثبوت  
 ہے؟ لاؤ وہ پیش کر دو۔ اگر کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو خدا کے لئے ان کی  
 حیات میں توڑ بلند کر کے بے خبریوں کو گرا کر دو۔

فرقہ الہدیٰ ریث جس کے عقاید بہت کچھ نجدیوں سے ملتے ہیں اور جو زبان  
 سے کہے جاتا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہم ان کی دو خصلتوں سے بیزار ہیں دیکھو  
 ذاب مدین حسن خاں کا رسالہ حلقہ فی احوال الصالحین مستتر۔ اگر ان کے غلبہ پر  
 انہماک مستر کرے اور ابن سعود کو مبارکباد بذر علیہ تار برقی نیچے یا نجاس مستر  
 منعقد کرے اور بتائے کہ حرم شریف وہابیوں کے آنے سے پاک ہوا ہے۔ تو حق بجانب  
 ہے کیونکہ ہر ایک کو اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی کامیابی پر خوشی منانی چاہیئے۔ مگر اسے  
 اسے خود ان کے فیعوں کو فور سے دیکھو کہ تم سے کن کی فتح پر خوشیاں منانے  
 کو مجاہد ہوا ہے۔ کیا تم اس بات پر خوش ہو سکتے ہو کہ تمہارے بزرگوں  
 نے نہ رہا۔ مگر تم نے جہاں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسل کرنے اور

میں جو کچھ ہیں کان کہ ہم عقیدہ و اگر ان نے ہی وہابی کہنا چاہو تو ہر انہوں  
 نے نہ رہا۔ مگر تم نے جہاں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسل کرنے اور

ان پر درود بھیجنے سے بکھر روک دیا جائے اگر تم اس پر خوش ہو تو دانے  
گراؤ پیش امر و بود فردا کے۔ ہیں نہ شریفیت سے تعلق نہ نہ بدوں سے لگاؤ ہو۔  
تعلق حجاز سے اسلامی وہ بھی ہے قریش کی ذلت ہوئی تو ہمیں کوئی سختی نہیں  
ہیں نجدیوں کے قبضہ پر صدائے احتجاج بلند کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اعراب کی  
گنہ شتہ ساز سچ بہ تابی سے پاک ہوئی مگر وہ تو اسی بات کا ہے کہ نجدی بیابانے ادب  
فرقہ ہے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھ کر قتل کرنا اس کے نزدیک بڑے ثواب کا کام  
ہے اس لئے کوئی مسلمان اس کے قبضہ حجاز پر غور نہیں کر سکتا۔

## نجد و امیر نجد

نجد ایک ملک ہے جو حجاز اور عراق یا یوں کہو کہ مکہ و مدینہ کے درمیان واقع  
ہے اس کے دو دربار ہیں۔ شمال و جنوب۔ عراق طرف مشرق۔ حجاز سمت  
مغرب۔ یہاں سے سوئے جنوب۔

نجد کے معنی ہیں بلند زمین کے ہیں چونکہ یہ حجاز وغیرہ کے بلند کی پر واقع ہے اس لئے  
اس کا نام نجد ہے اس کی لمبائی شمالاً جنوباً سوڑے شبنم اور مشرقاً غرباً سوڑے  
چار سو میل ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اسی ہزار مربع میل ہے۔ یہ ملک شمال جنوب اور مشرق  
کی طرف ریگستانی صحراؤں سے گھرا ہوا ہے۔ صرف مغرب کی طرف حجاز اور عیسر آباد  
ملک ہیں۔ جبل شمر۔ قاسم۔ عربید۔ حریق۔ یہاں سے اور وادی و واسیر اس کے  
بڑے حصے ہیں۔ نجد سرسبز ملک ہے اس کے ٹھوڑے مشہور ہیں۔

نجد کی آبادی کا اندازہ دس لاکھ کیا گیا ہے۔ یہ یمن اور عسیر کے آٹھ لاکھ کا اندازہ  
حجاز سے سات لاکھ زیادہ ہے۔ اس حساب سے نجد کی آبادی حجاز یمن اور عسیر کے نصف  
ہے۔ نجدی ہمیشہ مشاغل اسلام سے گشتہ رہے ہیں۔ انیسویں صدی کے شروع میں  
انہوں نے ترکوں سے اس وقت بغاوت کر دی۔ جب کہ وہ یمن سے مصر میں پہنچ رہے  
تھے۔ جب ترکوں کو ادھر سے فراغت ہوئی۔ تو محمد علی پاشا غلامی نے مکہ میں  
پھر نجدیوں کو مطلع کیا۔ اس وقت نجد کا پایہ تخت درعیہ تھا۔ لاکھوں میں نجد کو مکہ و مدینہ  
کے ماتحت ایک صوبہ قرار دیا گیا۔ اس کا والی حنفی میں رہتا تھا۔ اس سے بیس برس کے

ابن عبد بن دوسر ہر ملک سے تھے۔ محمد بن رشید مغرب میں جس کا مقام حاصل  
 تھا وہ عبد اللہ بن سعود مشرق میں جو ریاد میں رہتا تھا۔ یہ حالت ۱۸۹۲ء تک رہی  
 اس وقت حائل کی آبادی دس بارہ ہزار تھی۔ پھر دونوں امیروں میں سخت جنگ  
 ہوئی جس میں اول الذکر فتح یاب ہو کر تمام نجد کا امیر قرار پایا۔ ابن رشید ۱۸۹۶ء میں  
 فوت ہو گیا اور اس کا جانشین اس کا بھائی عبد العزیز ہوا جو ریاست سنبھال رہا تھا  
 اس نے ۱۸۹۸ء میں ابن سعود سے شکست کھائی۔ اور نجد کی حکومت کے صدر رفقہ  
 ریاد کو پھر تفویض حاصل ہو گیا۔ امیر نجد کی سالانہ سامت ہزار پاؤنڈ شمار کی گئی ہے۔  
 اور اس کے خزانہ میں پندرہ لاکھ پاؤنڈ جمع بتائے جاتے ہیں۔ موجودہ امیر نجد عبد العزیز  
 عبد اللہ کا بھائی ہے۔ یہ گزشتہ عمارت عظیم میں ترکوں کے خلاف اور گزشتہ اکتوبر تک نکلنے  
 کا وظیفہ قرار دیا جیس کہ روزنامہ زمیندار بایں ہمہ حمایت نجدی حقیقت کو چھپا نہیں سکا۔  
 نجدیوں کی دو سالہ فطرت وہ مذہب اب کیسے بدل سکتا ہے۔ اب تو وہ حصولِ تہذیب  
 کے لیے تفسیر سے کام لیکر سبز باغ دکھاتے ہیں۔ مگر جب تسلطِ جاہلیں گے تو ان کا مقصد نئے  
 طبیعت اور مذہب اور زیادہ تر شیخ نجدی انہیں مجبور کرے گا کہ وہ مسلمانوں کو مشرک  
 و کافر سمجھ کر ان کو قتل کریں۔ اور اگر اب تک انہوں نے مشرک مقامات نہیں گرائے  
 تو پھر ڈھادیں۔

## احادیث نبوی بدعتِ نجدیوں

سید عبد الرحمن اہل اہل مفتی زید بخاری فرماتے ہیں کہ وہابیوں کے رد میں کسی کو  
 پہلے کہنے کی ضرورت نہیں حضور علیہ السلام کی احادیث صحیح کافی ہیں۔ عین ابن  
 عمر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم تبارک لنا فی شامنا اللہم بارک  
 لنا فی یمننا فی الود یا رسول اللہ و فی نجد ما قال اللہم تبارک لنا فی شامنا  
 اللہم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجد نا۔ فقلتہ قال فی الثالثة  
 هناک الازل والزلزل والفتن ویها یطلع قرون الشیطان (رواہ البخاری و الترجمہ)  
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اسے خدا برکت کر  
 سے لئے ولایت ہماری شام میں۔ اسے خدا برکت کہہ کرے لئے ولایت ہماری یمن میں۔



عرض کیا سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں فرمایا حضور نے اسے خدا برکت کر  
ہمارے لئے ولایت ہماری شام میں۔ اسے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت یہ رہی کہ میں  
عرض کی سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں (مجھے گمان ہے کہ تیسری مرتبہ حضرت فرمایا)  
وہاں (نجد میں) ازلے اور فتنے ہو گئے اور اس میں نکلیگا قرن دگر وہ احوال میں شیطان  
کا روایت کیا اسے بخاری نے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ قرن نکلیئے۔ علماء نے ایک  
قرن شیطان سے میلہ کذاب مزاولی ہے اور دوسرے سے ابن عبد الوہاب کو اور فرمایا  
مشرق سے دکنہ حجاز سے مشرق کی طرف ہے کچھ لوگ نکلیئے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ  
ان کے گلوں سے تباہ نہ کرے گا جب ایک قرن ختم ہو جائیگا۔ تو دوسرا قرن آجائے  
گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخر مسیح دجال کے ساتھ ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے ان کی علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ سرگٹھٹھ گئے چنانچہ  
شیخ نجدی اپنے متبع کو سرمنڈانے کا حکم دیتا اور سرگٹھٹھ نہیں دیتا تھا۔ جب تک  
کہ سرمنڈ دیتا بلکہ عورتوں کو سرمنڈانے کا حکم دیتا تھا۔

**لطیفہ۔** ایک مرتبہ ایک عورت مجبوراً اس کے دین میں داخل ہوئی اس نے  
حکم دیا۔ کہ وہ سرمنڈائے اس نے کہا میں اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتی جب تک  
کہ تو مردوں کو بھی ڈاڑھی منڈوانے کا حکم نہ دے۔ کیونکہ عورتوں کے سر بال مردوں  
کی ڈاڑھی کی طرح ہیں اس پر شیخ نجدی مہبوت ہو گیا۔

ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کو مژدہ دیا ہے۔ جو ان  
مبتدعین کو بڑک کریں یا ان کے ہاتھ سے مارے جائیں۔

یہاں تمام احادیث کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں۔ علامہ سید علوی بن احمد  
بن حسن بن القطب السید عبد اللہ الحمد ابو علوی نے اپنی کتاب جلاء الظلام  
فی الرد علی النجدي الذی اضل العوام میں جو شیخ نجدی کے رد میں بہت بڑی  
کتاب ہے۔ بہت سی احادیث بیان کی ہیں اور شیخ الاسلام مولانا السید احمد بن  
زینی دحلان مفتی بیت اللہ الحرام نے التدریس فی الرد علی النجدي میں  
بھی ذکر کی ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مصری کتاب خانہ کتب خانہ مصر سے مل سکتا ہے۔  
یہ نجد کی مذمت بیان کرنے میں کوئی شک نہیں۔ صرف گمان اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا  
فرمایا یا نبی شراں ۵

## فرقہ وابیہ کی ابتدا و تعداد

کتاب مذاہب اسلام کے صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے۔ کہ شیخ نجدی کی مذہبی تبلیغ کی ابتداء ۱۲۳۳ھ سے ہوئی۔ یعنی اُن کے مذہب کو دنیا میں شروع ہوئے صرف دو سو سال ہوئے ہیں ہندوستان میں اس مذہب کو سید احمد صاحب رائے پری ۱۲۳۲ھ میں لائے۔ محمد اسماعیل صاحب نے ان کی تقلید کی پس یہاں اس کی عمر سو سال کی سمجھا اسلام کو ہندوستان میں داخل ہوئے نو سو برس ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس تمام ہندوستان کی مردم شماری کے فرقہ وارا اعداد و شمار نہیں نہ عرب کے معلوم ہیں۔ ہاں مذہب خلیفہ ملک پنجاب کی تازہ رپورٹ موجود ہے اس سے اس فرقہ کی تعداد اور اس کی قدامت معلوم ہو سکتی ہے۔

پنجاب میں اسلام کو گیارہویں صدی عیسوی کی ابتدا سے استحکام حاصل ہوا۔ یہ دین تہہ سائے تیرہ سو سال دنیا میں زور پزیر ہے۔ کوئی بے وقوف سے بے وقوف شخص بھی دسواں صدی کے جس کو شیخ نجدی کی طرح ملہم کرنے کا باطل دعوے ہو یا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام متعلق مذہب نہیں۔ ہم نے جس طرح اپنے آباد جہاد کو قرآن و نزدیک و دیر ارکان اسلام ادا کرتے دیکھا۔ اسی طرح ہم ملت حنیفہ کے پیرو ہوئے اس لئے کوئی نئے فرقہ کا پیرو اگر اپنی تین چار پشت پر نظر کرے گا تو اسے اپنے اجداد میں نہ کوئی اہلحدیث و کھانی دیکھائے احمدی نہ پیغمبری نہ چکرالوسی۔ اگر اس کے باپ دادا و مسلم تھے تو بھی اگر نہ تھے تو بھی اسے حنفی ہی نظر آئیں گے۔ سان جہیدہ فرقوں کے اعداد خود ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ان کی ابتدا اسلام سے صدیوں بعد ہوئی ہے۔ اور

۱۔ ہرگز اس کتاب سے بہت سی باتیں فرقہ وابیہ کے منتقین اخذ کی ہیں۔ فرقہ مذکور کے واقعات کتاب آراء ارضیہ فی کرة الارضیہ، دیکھو نذر ہتہ الناظرین فی مسجد الاولین و الآخرین، تالیف دفرن اسماعیل حسنی مدنی، تاریخ ہندوستان مولفہ شمس العلماء ذکا و اللہ صاحب، تذکرہ ساجد، کتاب سوجیہ، قراہ مستقیم، اتقویہ الابیان اور فرقہ وابیہ کی اپنی مکی ہوئی کتابیں جو سب واپس کے کچھانہ میں ہیں کتاب مذکور میں درج شدہ حقائق کی صحت کی ذمہ دار ہیں و



مرث ہیں ہوئی ہے۔ جہاں اسلامی شان و شوکت کو نڈال شروع ہوا اور یہی آزادی نے لاندہ سہی کا دروازہ کھول دیا دیکھو کابل میں قانون اسلامی نافذ ہے۔ وہاں لاندہ سہی کو نتور برپا کرنے کی مجال نہیں۔ اب اسے آج تک وہ ملت حنیفہ ہی کے پرہیز ہیں۔

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں۔ امام مالک رحمہ اللہ میں۔ امام شافعی رحمہ اللہ میں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں انتقال فرما گئے۔ ان چاروں اماموں کے مذاہب کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسلامی فتوحات کی وسعت اور مختلف قوموں کے سلسلہ مجوش یا تابع اسلام ہونے سے نئے نئے مسائل پیش آئے جن کا حل ہر ایک امام نے نیک نیتی سے کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ اور تمام امت محمدیہ کا چاروں مذاہب حق پر اجماع ہو گیا۔ بعد والوں کو زمانہ نبوی سے بعد کی وجہ سے نہ ان جیسے تفقہ کا پایہ حاصل ہوا نہ ضرورت رہی لہذا تیسری صدی کے بعد عالمان دین نے ان کی تقلید ہی میں ذریعہ نجات سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بارہویں صدی میں شیخ نجدی نے خود راہی سے کام لیا۔ تو دنیا کے عالمان دین مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی کفریات پر اظہار نفرت کیا۔

اب کوئی اہل حدیث یا اور نئے فرقے والا لاکھ طرح دھوکا دے اور اپنے آپ کو اسی مذہب کا پابند بتائے جو قرن اقل میں تھا۔ مگر وہ اہل بصیرت کو جن کو تاریخ مذاہب سے واقفیت ہے۔ جمل نہیں دے سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں اہل حدیث کی تعداد اس وقت ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔ جو صرف دس سال میں حنفیوں کی بے پردائی اور غفلت کی وجہ سے دو گنی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بہت ہی کم تھی اور سو سال پہلے صفر تھی۔ پچیس سو سال کے عرصہ میں صفر سے ترقی کر کے آج ساٹھ ہزار کی تعداد حاصل کرنا ظاہر کر رہا ہے کہ اہل حدیث بالکل نیا فرقہ ہے اور قرون اولیٰ اسلامیہ میں اس کا کچھ پتہ نہیں۔

برخلاف اس کے مذہب حنفیہ کو دیکھیں کہ ہندوستان میں نام حق کی منادیاں کرنے کے لئے یہی مذہب آگے بڑھا اور باوجود تفرقہ پر داز آزاد طبائع لوگ (شیعوں وغیرہ) ملت حنیفہ سے بتعداد ۳۳ لاکھ ۹۴ ہزار الگ ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اس کے متبعین

کی حد تک کر ڈیڑھ ۵۰ ہزار اور ۴ سو ۲ ہے یعنی تنو میں سے سٹاؤں سے  
 زیادہ ب بھی حنفی ہیں اور بے ادب فرماتے باوجود طرح طرح کی فریب کاریوں اور  
 حقیر کے ب بھی تین فی صدی سے کم ہیں۔  
 ان تمام حقائق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوائے ملت حنفیہ کے تمام دیگر  
 دینے حمید ہیں اور ان کو اسلام سے بہت دور کی نسبت ہے ۔

## مذہب نجدی

نجدی اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی مذہب کے پابند  
 نہ تھے۔ انہوں نے تمام کتب فقہ و فقا سیر جلا دی گئیں۔ قرآن کے معنی اور تفسیر اور  
 روایت کی تقسیم اپنی رائے کے مطابق کرتے۔ بعد از نماز و عانہ مانگتے۔ مسلمانوں کو کافر کہتے  
 در ان کا قتل مباح جانتے تھے۔ ان کا کل احادیث۔ اقوال و صحابہ و تابعین۔ ائمہ مجتہدین  
 اور اہل قیاس صحیح کے خلاف تھے ایک دفعہ ایک شخص نے جو شیخ نجدی کی گرفت  
 سے باہر تھا۔ اسے اجماع امت کے خلاف نیا مذہب اختیار کرنے اور تمام دنیا کے علماء  
 و فضلا کو کاذب سمجھنے پر ایک دل آویز مثل سے چھوٹا ثابت کیا۔ اس نے کہا۔  
 کہ اگر ایک ایسا شخص جس پر کچھ یقین ہو کہ وہ دیندار اور امین ہے بیان کرے  
 کہ میں نے دیکھے ایک فوج کچھ پہلے کر رہے کہ بڑے کھڑی ہے۔ تو ہزار سوار ان کے مقابلہ  
 کے لئے روانہ کرے مگر وہ کہنے اگر بتائیں کہ وہاں غنیمت کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور  
 فی الواقع وہاں کوئی موجود بھی نہ ہو۔ تو کیا ان ہزار سواروں کو سچا سمجھے گا۔ یا اس شخص  
 و جس پر کچھ صادق ہونے کا اعتبار تھا۔ نجدی نے جواب دیا مجھے ہزار ہی کو سچا سمجھنا  
 ہوتا اس پر شخص مذکور نے کہا کہ تمام مسلمان علمائے گذشتہ و موجودہ اپنی کتابوں  
 میں تیرے حوال کی تکذیب در ذکر کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہزار ہا استخفاف  
 کی بات مانیں اور تجھے ویسا ہی کاذب سمجھیں جبکہ تو ایک شخص کو بمقابلہ ہزار  
 جمہور سمجھنے پر مجبور ہوا۔ پھر شخص مذکور نے شیخ نجدی سے توسل و وسیلہ پکڑ کر بارگاہ  
 نبویہ دعا مانگنے پر گفتگو کی اور کہا حضرت عمرؓ نے قبل پیدا کیش نبی صلی اللہ وآلہ  
 و سلم حضرت آدم کے توسل کی حدیث روایت کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ بتانے

کے لئے کہ نبی کریم ﷺ سے توسل کرنے کے علاوہ مسلمان امت سے بھی توسل جائز ہے طلب  
بارش کے لئے حضرت عباسؓ عم رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے بارگاہ الہی سے نزول باران  
رحمت کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور خوب مینہ برسا جب کہ حدیث سے ثابت ہے  
نجدی اس کا بھی کچھ جواب دے سکا اور مہریت و حیران رہ گیا۔

شیخ نجدی نے دلائل انجیزات وغیرہ درود کی کتاب میں جلدی تہذیب اور اپنے  
متبعین کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ ہر پیر کو اجازت  
دیدہ تھی۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے۔ ائمہ اربعہ کے اکثر اقوال  
کو کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ وہ بیچ ہیں۔ کبھی اختیاء ڈالتا اور کہتا تھا کہ امام تو حق پر  
میں مگر ان کے متبعین علماء جنہوں نے مذاہب اربعہ میں کتابیں تالیف کی ہیں  
گمراہ ہیں۔ اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے کبھی کہتا تھا بشریت تو  
ایک ہی ہے ان لوگوں نے چار مذاہب کیسے بنائے ہم تو کتاب اللہ و سنت رسول  
اللہ پر ہی عمل کرتے ہیں۔ کسی مقصری یا شامی یا نجدی کے قول کی پیروی نہیں کرتے  
اس سے اس کی مراد اکابر علمائے احناف و حنابلہ وغیرہ ہیں جنہوں نے اس کے  
رد میں کتابیں لکھیں۔ فقہ مختصر شیخ نجدی کے نزدیک حق وہی تھا جو اس کی فکر  
کے مطابق ہو۔ اگرچہ نصوص شرعیہ و اجماع امت کے مخالف ہو۔ اور باطل و بد تھا  
جو اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اگرچہ وہ نص جلی سے جس پر اجماع امت ہو  
ثابت ہو۔ وہ بھی کافر کی تحقیق نشان مختلف عبارتوں سے کرتا تھا اور سمجھتا تھا  
کہ میرا قصد مخالفت توحید ہے۔ مثلاً حضور کو طارش (الچی یا وحند و چچی) کہنا  
یا عصا کو حضور ﷺ کے مفید تر بنانا وغیرہ جس پر علمائے امت نے لکھا کہ یہ اقوال  
چاروں مذاہب میں کفر ہیں

## شیخ نجدی اور اس کی جماعت کے اعتقاد و افاسد

شیخ نجدی پہلا شخص تھا جس نے تقلید سے منہ موڑ کر اپنی رائے کی پیروی کی  
اور کہا کہ جب مجھے علم اور عقل ہے تو میں کیوں کسی کی بات مانوں میں قرآن و حدیث  
کے وہی معنی کروں گا جو میری سمجھ اور مرضی کے مطابق ہوں گے۔ شیخ نجدی کے گروہ کا

عقیدہ ہے (۱) کہ خدا ہی ہادوث ہوں کی طرح کلمات میں ممکن ہے گواہ وہ بھی جسم رکھتا ہے (۲) معاذ اللہ وہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ چنانچہ واقعہ مدینہ میں اس سے کئی جگہ دروغ واقع ہوا (۳) کہ خدا کی توحید اور حمد بیان کرتے وقت حائزہؓ کے اہلبیت کی خدمت کی جائے۔ رسول اللہ پیغمبرؐ اور دیگر انبیاءؑ مردہ ہیں حضور علیہ السلام سے عصا زیادہ نفع بخش ہے۔ کہ اس سے دشمن کو مار سکتے ہیں۔ مگر حضورؐ سے اب کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۴) رسول اللہ ﷺ کا تم امس لین نہیں ہیں۔ (۵) پیغمبر معصوم نہیں ہوتے وہ ہماری طرح ہی بشر ہونے کی وجہ سے ہمارے بھائی ہیں۔ (۶) جناب سرور کائنات ایک طارش دوزخندہ پٹنے والے تھے جو اعلان حق کر کے چلے گئے۔ ہمارے سینہ میں حق شناس دل ہے۔ یہ جس طرح رہنمائی کرے گا ہم کتاب اللہ پر عمل کرینگے۔ (۷) پیغمبروں کے مزار پر۔ کی زیارت کرنا بھی بت پرستی ہے ان میں کچھ نہیں ہوتا (۸) پیغمبروں سے بھی توسل جائز نہیں حالانکہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ بارش کے لئے بوسیدہ حضرت عباسؓ عم رسولؐ کو غامدی مٹی جو قبول ہوئی۔

(۹) پیغمبر کی جہاں نہیں کہ خدا کے سامنے کسی کی شفاعت کر سکیں۔

عسیرت سنا ہے کہ جب کوئی آغا خانی مرے تو اس کے پیر کی عطا کردہ کلیہ بہشت قبر میں بعد ایک رقعہ بنام ہر بل رکھ دی جاتی ہے۔ کہ اسے بہشت میں جگہ دے دے۔ شیخ نجدی نے بھی جانوں کو ایسے جال میں پھنسانے کے لئے ایسا ہی دلیہ اختیار کیا تھا۔ ہر سپاہی کو جو قتال میں کھینے کے لئے بھرتی ہوتا تھا بہشت کا پروانہ مارا جاتا تھا۔ اس لئے وہ بڑے جوش سے مسلمانوں کو قتل کرتا تھا۔ کہ اگر مارا بھی گیا تو سیدھا بہشت کو جائے گا۔ مقام عبرت ہے کہ نجدی پیغمبروں کی شفاعت کا تو انکار کرے اور خود ایسا خدائی ذہن بن جائے کہ پروانہ بہشت عطا کر سکے۔

## نجدی دہابیوں کا عروج و زوال

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں بمقام عینہ واقع ملک نجد پیدا ہوا اور ۱۲۰۰ھ میں مر گیا۔ ۹۲ سال کی عمر پائی۔ یہ قوم بنی تمیم میں سے تھا اس کا والد باختلاف اقوال

صالح آدمی تھا اور بھائی بھی اس سے تمام عمر بڑا رہا جو آخر تک کرمینہ منورہ  
میں جا بکین ہوا۔ اس کے استاد شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سنی  
حنفی وغیرہ تھے۔ استاد اس کی حرکات دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ محمد ہو جائیگا  
اور اس کی برائی بیان کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح عبد الوہاب اور سلیمان بن  
عبد الوہاب اس کی بڑی باتوں کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ محمد بن عبد الوہاب ابتدا  
ہی سے مسیور کذاب اور دیگر مدعیان نبوت کے اخبار زیر مطالعہ رکھتا تھا وہ دعویٰ  
نبوت تو نہ کر سکا مگر اپنے شہر کے لوگوں کو انصار اور بابر سے آئے چوڑوں کو مہاجرین  
کے نام سے پکارتا تھا۔ وہ باوجود استادوں کی محبت میں رہنے کے جاہل تھا علماء  
نے جو رسائے اس کے روئیں اس کی زندہ گی میں لکھے وہ ان کا رد نہیں کر سکا چنانچہ  
علامہ شیخ محمد بن عبد الرحمان نے اپنے سالک المکمل الفلیدین بہی تجدد الدین  
میں کجہی کے مسائل پر ایراد کرتے ہوئے کئی سوالات علمی کئے جس کے جواب  
سے شیخ کجہی عاجز رہا۔

جب شیخ کجہی کے ہاں مجمع کثیر ہونے لگا تو اس کی شہر کے حاکم سے مخالفت  
ہو گئی اس لئے وہ درعیہ کے زبردست رئیس محمد بن سعود کے پاس جا پناہ  
گزیں ہوا یہ رئیس بنی حنیفہ میں سے تھا۔ اس نے ابن عبد الوہاب کی بیٹی سے شادی  
کر لی اور اس کے نہب کو بڑی تقویٰ دی چنانچہ مسلمانوں کی جتنی خوریزی ہوئی  
اس کا وبال شیخ کجہی کے علاوہ رؤسائے درعیہ پر بھی پڑے گا جنہوں نے حسین  
شریفین میں بڑی بڑی جہادیاں کیں اور طائف و مدینہ کے باشندوں کو لوٹ  
لیا۔

ابن عبد الوہاب اور ابن سعود دونوں خسرو دادا ایک ہی سال  
۱۲۸۰ھ میں مرے۔ اول الذکر کے چار بیٹے تھے (۱) عبد اللہ علی حسن اور حسین۔  
عبد اللہ کے دو بیٹے عبد الرحمن اور سلیمان تھے۔ عبد الرحمن مہر میں مراد و معصب  
سلیمان ابراہیم کے ناموں۔ حسین کی نسل درعیہ میں اولاد شیخ کے نام سے مشہور  
ہے۔ ابن سعود کا جائش عبد العزیز ہوا جو بڑا مشہور و ہابی تھا۔ اس نے ہابی  
نہب کی بڑی اشاعت کی کر بلا کی غارتگری بھی اس کے عہد میں ۱۲۱۶ھ میں

ہوئی ایران کا بادشاہ آقا محمد خاں قاجار بھی اس سے دب گیا۔ آخر اس نے  
 ایک شیعہ عہدہ القادر کو جو حیلان کا باشندہ تھا اس کے قتل پر مامور کیا جو اس  
 کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور موقع پا کر اسے دریغیہ میں بحالت غماز در ۱۲۱۸ھ  
 قتل کر ڈالا۔ عبدالعزیز کا جانشین اس کا بیٹا سعود الہاشمی بن ہوا جو بڑا بدست  
 و باہی حکمران اور سپاہ سالار تھا۔ اس کی حکومت حجاز وغیرہ پر نو برس رہی جو آخر  
 چھن گئی جب یہ ۶۸ برس کی عمر میں در ۱۲۳۹ھ مرا تو اس کا برگشتہ بخت بیٹا عبداللہ  
 قائم مقام بنا کر اسے سلطنتی لشکر نے بمعہ امرا اس سلطنت میں قید کر لیا۔ اور قسطنطنیہ  
 میں لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ اس مقتول کا بیٹا ترکی بھی ریاد کی طرف مارا مارا پھرا  
 در مارا گیا۔ پھر اس کے بیٹے فیصل نے ریاد میں حکومت قائم کی ۱۲۸۳ھ میں  
 مرا تو اس کا بیٹا عبداللہ والی ریاد ہوا۔ نجدیوں کی فوجی قوت ٹوٹ گئی انہوں نے  
 چند سال حکومت میں چنگیزی حکومت اور سکھ شاہی کو مات کر دیا مگر قدرت  
 نے جلد ہی انکی قوت توڑ دی +

## شیخ نجدی کا چھٹی صدی کے بعد کے بزرگوں کا فرکنا

شیخ نجدی کی خود رائی اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنے مقابلہ میں سب کو شیخ سمجھا  
 تھا۔ در وہ اپنے زعم فاسد میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شمش  
 صد سالہ پیشروں کو کافر کہتا تھا۔ جس شخص کو اپنے حلقہ میں داخل کرتا تھا  
 اس سے کہتا تھا کہ وہ اقرار کرے کہ وہ اور اس کے باپ دادا کافر تھے۔ اور فلاں  
 فلاں عالم کافر مرے۔ اور اب بکر کے وہ شخص داخل اسلام ہوتا ہے جو شخص  
 ایسا نہ کہتا اور وہ قتل کر دیا کرتا تھا۔ اگر اس کا کوئی مرید حاجی ہوتا تو اسے کہتا  
 کہ یہ اسپلاچ چونکہ حالت شرک میں ہوا اسے مقبول نہیں۔

شیخ نجدی کے بھائی سلیمان نے ایک دن اسے پوچھا کہ ارکان اسلام  
 کتنے ہیں اس نے کہا کہ پانچ اس نے کہا غلط کہتے ہو بلکہ چھ ہیں تم کہتے ہو کہ  
 تمہارا اتباع نہ کرے وہ کافر ہے پس یہ چھٹا کن ہوا۔

ایک اند شخص نے اس سے پوچھا کہ خدا سے تعالیٰ رمضان شریف کی



ہر شب کتنے لوگوں کو بخشا ہے۔ نجدی نے جواب دیا ایک لاکھ کو اور آخری رات تیس لاکھ کو شخص مذکور نے پوچھا کہ تمہارے پیڑ تو اس تعداد کا عشر عشر بھی نہیں۔ اور باقی سب تمہارے کتنے کے مطابق ناقابل بخشش ہیں۔ تو وہ کون سے مسلمان ہیں جن کی اتنی بڑی تعداد میں مغفرت ہونی ہے یہ سن کر نجدی کچھ جواب نہ دے سکا اور بہت الذی کفر کا مصداق بن گیا۔

ایک اور شخص نے شیخ نجدی سے پوچھا کہ جس دین کی تعظیم پر تم کمر بستہ ہو وہ متصل ہے یا منفصل۔ اس نے جواب دیا کہ مشائخ اور ان سے پہلے شیخ علی الاقتال مشرک تھے۔ سائل نے کہا کہ جب یہ دین منفصل قرار پایا تو تم نے دین کہا سے لیا۔ جواب دیا کہ خضر علیہ السلام کی طرح وحی الہام سے۔ سائل نے کہا کہ اگر شرع میں ایسا دعویٰ مسموع ہو تا تو ہر ایک شخص الہام وحی کا دعویٰ کر سکتا اور دین جدید کی دعوت دے سکتا۔

## شیخ نجدی کا ایک نابینا کو درود پڑھنے پر قتل کر دینا

حضور علیہ السلام کے روز ولادت کی خوشی میں درشنہ کی عشا کو سلام مکہ میں بادار بلند درود پڑھا جانا شروع ہوا۔ پھر بعد کے دن پھر دس سال کے بعد تمام نمازوں میں سوائے مغرب کے پھر نماز غروب کے بعد بھی دو بار پڑھنے لگے۔ اس طرح درود شریف پڑھا جانا مستحکمات متاخرین سے ہے۔ اس کا اجرا شیر اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی کے حکم سے ہوا تھا۔

نجدی نے حکم دے دیا کہ کوئی شخص حضور علیہ السلام پر درود نہ پڑھے وہ کتا تھا۔ قرآن شریف میں جو حکم مستلزام آیا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک کے لئے تھا اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پڑھنا سخت گناہ ہے اور یہ گناہ زل زانیہ کے سرور سے صدمہ تہ بڑھ کر ہے۔ نعوذ باللہ من شرور نجدیہ۔

در عجبہ میں جہاں نجدی کا حکم خوب نافذ تھا۔ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دل چشم سر سے بیتا ترستی۔ اذان کے بعد مینار مسجد پر بادار بلند حضور علیہ السلام پر درود پڑھا کرتا تھا۔ نجدی نے اسے منع کیا اس نے جواب دیا

کہ جب دلی طرح حسود ہو جو سرد و دو جہاں پر درد دیکھنے سے منع کرتے ہو ہیں یہ  
 صدمے کو تیار نہیں۔ بچہ کی کہا میں تمہیں قتل کرادوں گا۔ اس نے کہا نہ ہے نصیب  
 کہ میں حضور پر درد پڑھتے ہوئے جاں دوں سے  
 دم واپس کن مرا سرخرو روم پیش احمد بڑیہ گلو  
 یہ سن کر نجدی آگ بگولا ہو گیا اور کہا  
 خزا چشم کو درد ز بخت کور بہ پیشم چہ سازی تو غنا و شور  
 درد دہڑھنے سے باز آیا مرنے کے لئے تیار ہو جا۔ اس روشن ضمیر موزن  
 نے کہا

ز کیش تو مارا بود اختلاف و گرسینہ من شکافی شکاف  
 یہ سن کر نجدی نے جلاؤ کو حکم قتل دیا اور اس عاشق رسول کا مجسم مبارک  
 امام حسین کی طرح خاک و خون میں تر پتا لٹا آیا  
 بنا کر نہ خوش رہے بخاک و خون غلطین خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نجدیوں کی ممانعت

شیخ نجدی نے اپنا مذہب اتوار کے زور سے قائم رکھا تھا مگر عاشقان بنی  
 اس کے حکم باطل کو کب خاطر میں لاتے تھے۔ اس کو حضور علیہ السلام سے جو  
 عداوت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس نے لوگوں کو حضور کے ردضہ مقدمہ پر  
 حاضر ہونے سے منع کر دیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمان شوق زیارت میں  
 اس کے حکم کی پروا نہیں کرتے۔ تو اس نے ان کی توہین و تذلیل پر کمر باندھ لی۔  
 اسے معلوم ہوا کہ الحصاص سے ایک قافلہ زیارت مدینہ کو روانہ ہوا ہے وہ  
 اس کی تاک میں رہا جب وہ لوگ درعیہ کے پاس پہنچے نجدیوں نے انہیں گرفتار  
 کر کے واپس دکن کو روانہ کر دیا جہاں کہ وہ بڑی مصیبت اور ذلت و خواری سے پہنچے  
 اگر نجدیوں کو کچھ بھی اسلام سے تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی  
 تو انہیں کبھی نہ کرتے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام

قیوں میں زندہ ہوتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان کے اجسام مبارک خاک پر حرام ہیں  
قرآن شریف سے شہیدوں کی حیات ثابت ہے۔ پس انبیاء جو تمام اوصاف کے جامع  
ہوتے ہیں اور جن کا مرتبہ شہداء و صہ یقین سے بڑھ کر ہے کس طرح مردہ کہہ جاسکتے ہیں  
پس جب وہ بنص قرآنی زندہ ٹھہرے تو ان کو مردہ کہہ کر ان کی زیارت سے منع کرنا  
تو مردہ و جہنم سپردہ ہے۔ بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں اور علامہ بیہقی نے  
انتباہ الاذکیہ بحیوۃ الانبیاء میں خوب طرح بحث کر کے حیات انبیاء کو ثابت کیا ہے  
حضور علیہ السلام کے کئی اقوال مبارک سے زیارت روضہ انبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی تاکید ثابت ہے۔ مگر نجدیوں کا فرق ضال و مبتدع کب حضور کی سننا  
ہے۔ اس کا تو اصل اصول ہی حضور کی بے ادبی اور کبر شان ہے۔ خدا ان کے  
شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

## وہابیوں کو مکہ میں داخل ہونا کیوں ممنوع قرار دیا گیا

شیخ نجدی کے ظہور کرنے اور اس کے فساد و عقائد کو انہیں حرمین شریفین میں  
پہنچ چکی تھیں مگر ان کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے سعید کے بیٹے مسعود  
نے جو مسئلہ مکہ میں امیر مکہ ہوئے علماء نجد کو مکہ میں آنے کی اجازت دے دی جب  
علماء مکہ سے ان کا مناظرہ ہوا تو ان کو مسخرہ ادا ان گدھوں کی طرح پایا جو شیر سے  
بھاگتے ہیں۔ اور ان کے عقائد کو کفریات پر مشتمل پایا۔ ان سے کہا گیا کہ ان عقاید پر  
توبہ کریں مگر انہوں نے انکار کیا اس لئے ان کو قیہ کر دیا گیا۔ کچھ بھاگ کر مدینہ جا  
پہنچے مسعود کے بعد ان کے بھائی مسعود علیہ السلام میں شریف مکہ ہوئے ان کے  
عہد میں بھی نجدیوں نے حج پر آنے کی کوشش کی مگر اس خیال سے کہ وہ لوگوں کے  
عقائد کو فاسد کریں گے۔ اجازت دی گئی۔ جب سعید کے تیسرے بیٹے احمد علیہ السلام  
میں شریف مکہ ہوئے تو انہوں نے داخلہ کی اجازت دے دی مگر امتحان کرنے پر  
معلوم ہوا کہ ان کے عقائد اور بھی بگڑ چکے ہیں اور وہ نہ یقول سے ملتے ہیں اس  
لئے ان کو نکال دیا گیا۔ احمد کے بھتیجے مسعود نے دو سال بعد امارت کو سنبھالی  
تو انہوں نے ایک شرط پر داخل ہونے کی اجازت دی جو وہابیوں نے منظور نہ

۱۷۰۔ میں غالب برادر سرد شریف ہوئے انہوں نے بھی نجدیوں کو مسلمانوں  
میں تشدد و مایہ کے شیوع کے خوف سے اجازت حج نہ دی۔ اس پر انہوں نے دلیبا  
ہی شور و شر برپا کیا جیسا کہ کابل میں قادیانیوں کو بار نہ ملنے پر ہو رہا ہے اور تمام  
مسلمان امیر کابل کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ کابل کا اس وقت  
ایک مذہب حنفی ہے اور کسی نئے پیدائشہ مذہب کو دخل نہیں اس لئے  
وہ قوی و ملتی اتفاق کی برکت سے اعدا پر غالب ہیں اگر وہ ہر کس و نا کس کو کابل  
میں آنے اور اختلاف عقائد سے فساد برپا کرنے کی اجازت دے دیں تو اتفاق  
دیکھتی دیسے ہی رخصت ہو جائے جیسا کہ سرزمین پنجاب کے مسلمانوں سے  
ہوئی۔ پس شریف مکہ و مہجوں کو داخل نہ ہونے میں دیسے ہی حق بجانب ہوتے  
جیسا کہ غازی امیر امان اللہ خاں ہیں۔ انسوس ہے روز نامہ زمیندار کی بے  
مصلحتی کہ وہ قادیانیوں کو تو کوستا ہے اور نجدیوں کی دھت سرائی اس نے اپنا شعار بنالیا ہے

## کربلائے معلیٰ کے بہمنوں پر نزولِ کرب و بلا

جب ابن عبد الوہاب احمد اس کا داماد ابن سعود سنہ ۱۲۰۷ھ میں مر گئے۔ تو  
عبدالعزیز اس کا بیٹا قائم مقام ہوا۔ اس نے فوج کو آسمانی کو آسمانی اور زمین پر  
سوق سوچ اور سخت کوشش کر کے میں ہزار فوج سے کربلا پر حملہ آور ہوا۔ اس  
سبب کا سردار عبدالعزیز کا بیٹا سمیع و احماد ۱۷۰۰ھ کو لکھنؤ سے مطالبہ سنہ ۱۲۰۷ھ  
میں کو فوج داخل کر لیا ہوئی۔ حکم ملا کہ کافروں اور مشرکوں کو مارا اور قتل کرو۔ چنانچہ  
انہیں قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ سات ہزار کربلائی تہ تیغ ہوئے۔ ان میں فخر الدین  
عبد عبداللہ مولف "تہذیب الملوک" بھی تھے۔ روزنامہ مالی مقام کو بھی توڑ پھوڑ دیا  
اور درگاہ کا خزانہ لوٹ کر ورتعہ کو لے گئے

## دہلیوں کا طائف کوٹھنا

میں اس وقت جبکہ حاکم ترکیہ مصر میں فرسیدیوں کے حملہ کو روکنے  
میں مصطفیٰ احمد صرف گتے مہدی کے فوت ہو چکے تھے۔ نجدیوں نے سنہ ۱۲۱۰ھ

سعد بن مسعود میں طائف شریف پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تک مسلمانوں کو نجدیوں کے  
عقائد باطلہ کی خبر دستی۔ وہ یہی جانتے تھے کہ یہ لوگ بڑے بڑے توحید پرست مسلمان  
ہیں۔ غارِ ذہ کے راجہ ہیں۔ عوامانہ شریعت سے بے گنہ ہیں۔ اس لئے ان کو طائف  
میں کچھ مہمانی حاصل ہو گئی۔ اگر نجدی داعی مسلمان ہوتے تو طائف شریف کی حرمت نہ  
توڑتے اور مسلمانوں کو نہ ٹوٹتے۔ مگر انہوں نے اہل طائف کو جو مقابلہ کر سکتے تھے  
وعدہ امن دیا۔ مگر جب ان کو بے دست و پا کر لیا تو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کئی ایک کی گردن اُٹا کر اور کئی ایک کو برف میں ڈال کر مار ڈالا۔ جلد لکھا ہے کہ

|                                |                            |
|--------------------------------|----------------------------|
| بے پیش حسد اوند با صد نیاز     | بے سجدہ کہ بودند اندر نیاز |
| بے تن بگشتند انان بے سرا       | بے شقند در حالت سجدہ شای   |
| بے گشتند چو کوہ گراں پشتمند شد | بہ طائفی خستہ و گشتہ شد    |
| کہ عالم شد از ظلم شاں سید کوب  | بگشتند ہم حور زان خوب      |
| بے سر شاں زوہ تیغ و محو پال را | ز بیداد گشتند اطفال را     |

نیز لکھا ہے کہ زن و بچہ کو قتل و غارت کرنے کے بعد نجدیوں نے طائف  
کے کتب خانہ کو برباد کر دیا۔ اور قرآن و صحیفین کے نسخوں کو ایسا یا مال کیا۔ کہ کوئی اُن  
کے فراہم کرنے پر قادر نہ ہو۔ بعد ازاں بطور غنہ کر دیا۔ کہ یہ کام بدروں سے  
کیا تھا۔ وہابیوں نے بین روز تک ٹوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ اور جس طرح کفار  
کے مال غنیمت کی تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مال ٹوٹ  
کر پانچواں حصہ اپنے امیر کا نکال کر باقی سپاہ میں تقسیم کر دیا گیا

## وہابیوں کی مکہ میں بے دریاں

طائف کو ٹوٹنے کے بعد ذوالقعدہ میں وہابی ہزاروں کی تعداد میں  
مکہ کو روانہ ہوئے۔ حج کر کے پھر محرم ۱۲۱۸ھ میں داخل حرم ہو گئے۔ مسودہ نجدی  
کی طرف سے اہل مکہ کو صرف تین دن کی ہدایت ملی جس میں شریف غالب  
مکہ سے اٹھ کر مدینہ کی طرف چلے گئے۔ باقی کو وہابی لوٹنے سے باز رہا۔ مگر  
قبہ مولدہ بنی سلم۔ قبہ مولدہ ابو بکر صدیقؓ۔ مولدہ علیؓ ابن ابی طالبؓ

نے طائف شریف میں اب بھی وہابیوں نے اپنی مظالم کا اعادہ کیا ہے۔

فہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غنیم کو بچد یوں نے بگرا دیا۔ اور  
 جہاں آ کر مائیں تھے۔ ان جہوں کو منہم کر دیا۔ ان آثار کے شانے پر  
 وہ جبل بجا کر اظہار مسرت کرتے تھے اور قبروں کو بڑی گالیاں دیتے اعدان  
 میں پیساہ کرتے تھے۔ تین دن میں انہوں نے سب کچھ گرا کر فنا کر دیا۔

س کو قلع میں یوں بیان کیا گیا ہے  
 بار غنہ گی بچو غنہ و شیر  
 قیامت کہ نمود آشکا  
 قتب رات گستند و اند فختند  
 ز آثار و قتبہ نشانے نماند  
 کہ اسلام در مکہ گردید خوا  
 یا ثار زرد و غا باختند  
 بروئے مغلے مکانے نماند

فتح مکہ منظر کے حالات میں بچد یوں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں  
 وہ لکھتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ کہتا شرک اکبر ہے۔ جو یہ کلمات کہتا ہے  
 وہ شرک ہے۔ اسی کا قتل حلال ہے۔ ہم نے تمام مقبرے اور  
 گنبد ٹوڑ ڈالے۔ جن میں دو حج پرورد مائیں کیا کرتے تھے۔ ان تمام  
 منہمہ عمارات میں مکان بی بی خدیجہؓ اور قبۃ المولد بھی شامل ہیں  
 تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم ضروری نہیں۔  
 یہاں تک کہ اس بقعہ پاک میں ان طاعت کا نام نہ رہا اور تمام  
 رسوم جاتے رہے۔ (انساب اسلام)

جب مکہ میں یہ خبریں پہنچیں۔ بچد یوں کا سردار عبدالعزیز  
 درعیہ میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا سعود جدہ سے محاصرہ اٹھا کر درعیہ کو چلا گیا۔  
 اور آپ کا قائم مقام ہوا۔ شریف غالب نے میدان خالی پا کر مع فوج سلطان  
 جو شریف پاشا کے ماتحت تھی پہنچ کر از سر نو قبضہ کر لیا۔ اور وہابیوں کو  
 ہلاک دیا۔ مگر طائف ان کے قبضہ میں بدستور رہا۔ عثمان مصطفیٰ ان کی طرف  
 سے غم نہ ہوتا سعود درعیہ سے اپنی فوج لے کر حرمین کی طرف روانہ ہوا۔  
 ورنہ رجب تمام مکہ مت شریف پر قبضہ کر کے سلسلہ میں پھرتے کا رخ  
 کیا ہوا۔ اس کا ایسا سخت محاصرہ کیا۔ کہ اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے۔ یہاں تک کہ



کئے حلال کر کے کھا گئے۔ آخر کار شریف نے مندرجہ ہو کر سعود کی اطاعت کر لی۔ شریف نے جو بڑولی دکھائی۔ اُس کی پاداش میں وہ آخر کار معزول کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

## نجدیوں کی مدینہ منورہ میں قلا بازیاں

مکہ کو فتح کرنے کے بعد سعود و باہنی مدینہ کی طرف بڑھا تا کہ وہاں طاقت تاراج کا بازار گرم کرے۔ وہ لوگوں کو روضہ منبرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے روکنے میں بڑی سعادت سمجھتا تھا۔ اُس نے اس مقدس مقام کو صنم اکبر اڈے بتائے قبیہ دے رکھی تھی۔ اس لئے اُس نے اس مقام میں وہاں پہنچ کر اپنے شیطانوں کو روضہ مقدسہ پر چڑھایا۔ کہ کدال مار مار کر گرا دیں۔ مگر

دو دیند چوں شعلہ سے سقر جگر سوختہ چو دماغ شہر  
نرالا بقعر سقر آمدند بدوزخ دواں چوں شر آمدند

یعنی جو ادر چڑھتا تھا مگر کفری النار ہو جاتا تھا یہ معجزہ دیکھ کر سعود و تار مسعود ہکا بکا رہ گیا اور اپنے ادا دہ کو بروئے عمل لایا کہ جرات ذکر سکا۔ پھر بھی حجرہ مبارکہ کے خزانوں کو لوٹ لیا اور اہالیان مدینہ پر جزیہ مقرر کیا۔ اور مدینہ سے ساتھ اونٹ بھر کر خزانوں لے گیا۔ جب تکسا وہ مدینہ میں رہا مدنیوں کی توہین کرتا رہا چنانچہ ایک عورت کو حقہ نوشی کے اتہام پر گردن میں حقہ ڈال کر گتے پر سوار کر کے تشہیر کیا۔

قبور بہمہ پیر دواں رسول کہ بودند در میں ز اہل قبول  
بکنند یہ از کادش طبع دواں در آمد بقعر سقر سرنگول  
نمودار شد دے شان از کفن نمودہ ز خاک آں نہار چمن  
نہ ترسید از تہر حق آں پلسد کہ بر پشت آید بود دیو فریہ

انفرس قتل و فارت کے بعد اپنی طرف سے ایک شخص کو جس کا نام مبارک بن معنیان تھا حاکمی مدینہ مقرر کر کے خود مدینہ کو واپس چلا گیا۔

## سلطان روم کا فرمان محمد علی خدیو مصر کے نام

آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ شریف کتبہ مذہ میں آئین ہوا تھا۔ یہاں سے وہ دیوبند پہنچا۔ وہ دیوبند ہی اس پر تلے کرتے رہے مگر نتیجہ کچھ نکلا۔ آخر جب سلطان روم کو دیوبند کی بددیوبند کی اطلاع پہنچی تو سلطان العظم صفیہ رابع نے محمد علی خدیو مصر کو لکھ لکھ میں حکم بھیجا کہ وہ دیوبند کو قرار واقعی سزا دے۔

محمد علی اور سلطان کی طرف سے مصر کی گورنری پر مامور تھا مگر فرانس اور جلیش کے غلبہ کے سبب ابھی اسے مصر پر پورا اقتدار حاصل نہ ہوا تھا۔ اس لئے وہ دیوبند کی سرکوبی کافی الفور انتظام نہ کر سکا۔ جب تاکہ سلطان کے چند درتاکید غزائیں موصول ہوئے ماسے مصر پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ پس اس نے ۱۸۴۰ء میں ہسبر کردگی طوسوں پاشا پسر خود جو سولہ برس کا تھا۔ دیوبند کے دھوکے بکیر نے کو فوج روانہ کی اور سید احمد صاحب طحطاوی محشی درالمختار کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

## دیوبند کا دہشتہ میں ختم سوخت

طوسوں پاشا و ہزار فوج بیکر سوز سے آئے کہ طحطاوی پاشا۔ اور قلیل مزاحمت کے بعد اسے تخت تصرف کر لیا۔ پھر وہ تھم لڑائی طرف بڑھا۔ یہاں اس کے ساتھ بہت سے قبائل عرب آئے۔ عثمان مصطفیٰ طائف سے مقابلہ کو بڑھا۔ ذوالقعدہ ۱۲۶۰ھ میں بمقام حدیدہ لڑائی بدو قبائل عرب دیوبند کی فتح پر انجام پذیر ہوئی۔ طوسوں نے ہمت نہ اڑی اور قریہ قصیر میں ٹھکن ہو گیا۔ محمد علی نے محرم ۱۲۶۱ھ میں بکربرک طرف سے فوج و اموال روانہ کئے۔ طوسوں نے اموال و متاع مسلح عرب کی نذر کر کے انہیں مٹھیں میں لے لیا۔ اس کی فوج تمام مقبوضات دیوبند کو فتح کرتی ہوئی صفرا اور حدیدہ تک پہنچ گئی۔ اور اسے ہی ماہ رمضان ۱۲۶۱ھ میں حاکم بن کر لیا۔ پھر مسکری سلطان بنید بینہ مسورہ کی طرف بڑھا۔ نجدی سب لکھا کرتے۔ بند ہو گئے۔ مگر طوسوں نے سرنگ اڑا کر ان کو جالیا۔ اور

نجدی پندرہ سو کے پندرہ سو مارے گئے۔ اور یہ شہر مقدس ان کے قدم منوس سے  
 ۱۲۳۷ھ میں پاک ہو گیا۔ اب تک ان کی گھوڑیوں کا قبہ جسے قبۃ فریس  
 کہتے ہیں۔ مدینہ میں بے ادبوں کی عبرت کے لئے موجود ہے۔  
 دیہی کہ ٹون ناحق پروانہ شمع را چنماں ابل نہ ادا کشت بحر کند

## مکہ اور طائف کے دامیوں کا اخراج

مدینہ منورہ کو دامیوں کی آرائش سے پاک کر کے طوسوں پاش نہایت  
 احتیاط سے براہ وریا داخل محرم ۱۲۳۷ھ میں جدہ پہنچا۔ اور اس پر تسلط جاکر  
 محکمہ کی طرف طرحا۔ سو رج کر کے واپس چلا گیا تھا۔ اس کو خبر بھی ہوئی کہ  
 طوسوں بگڑ کر آ رہا ہے۔ دامی جو اپنے آپ کو مہاجر کہتے تھے۔ راتوں رات  
 بھاگ گئے۔ جب سلطان بشارت کی طرف روانہ ہوا۔ دامی وہاں سے بھی  
 فرار اختیار کر گئے۔ ان کا سپہ سالار عثمان مضاعفی زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور  
 اس ظالم کو ذوالقعدہ ۱۲۳۷ھ میں مصر کے حاکم کو چر دیا۔ بازار میں پھرایا گیا۔  
 وہاں سے اسے قسطنطنیہ بھیجا۔ جب سلطان المعظم محمد عثمانی کو اطلاع ہوئی۔  
 کہ لطیف آفندی شردہ فتح لے کر آ رہا ہے۔ تو جلد کتاب نے اعلان دولت کو حکم دیا  
 کہ وہ فوج لے کر اس کا استقبال کریں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بڑے تزک و  
 احتشام سے داخل دارالخلافہ ہو گئے۔ خوشی میں تو ہمیں سسر کی گئیں۔  
 اور سلطان کی طرف سے لطیف آفندی اور محمد علی کو خلعتائے فخر عطا  
 ہوئے۔ بعد ازاں مضاعفی کو تشہیر کر کے اس کا چہرہ اشجیات گل کر دیا گیا۔  
 قبل اس کے کہ مضاعفی مصر پہنچتا۔ محمد علی خدیو مصر جدہ آچکا تھا۔ سعود  
 نے جدہ میں خدیو کے پاس بدیں التماس سفارت بھیجی۔ کہ براہ نوارش مضاعفی  
 کو واپس فرمادیں۔ میں ایک لاکھ ریاں اس کا معادضہ ادا کر کے صلح کرتا ہوں۔  
 خدیو نے کہا کہ وہ دارالخلافہ کو روانہ کر دیا گیا ہے۔ اب صلح اس صورت میں  
 ہو سکتی ہے۔ کہ اول سے آخر تک سب مصارف جنگ ادا کرو۔ مجرہ مبارک کے  
 خزان واپس دو۔ اور تمام فتنہ مصالحت کی تلافی کرو۔ اور اپنے آپ کو میرے حوالے

کرہ۔ شرط اس نے منظور دیکھیں +

## دایوں کی بیج کنی

رجع الاول ص ۱۰۰ میں محمد علی پاشا نے غسک و نری سے قنفذہ کی جاب فوج معاذ کی۔ دایوں کے قبائل عسیر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ محمود بے دامیر نے شکست خوردہ دایوں کو مارنے کی حکمت عملی کے کان کٹوا کر خدیو کے پاس بھیجے۔ اور خود قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاکہ باکر سلطان اعظم کو خبر دے۔ فتح سنائے۔ اس کے ہمراہ عسیریوں کا مشہور سردار ملا علی بھی پانچ ہجیر تھا جس کی ہلاکت خلافت میں جمع عام میں گزشتہ مار دی گئی +

تج سے فارغ ہو کر حاکم اور مکہ سے ترکی فوج کو جو تھکان دور کر چکی تھی لے کر خدیو بغض نفیس نے اس میں متوجہ توجہ ہذا۔ جہاں دایوں سے بڑے معرکہ کارن پڑا۔ مگر دایوں کے اقبال کا ستارہ دوبچکا تھا اس لئے یہاں بھی انہیں شکست فاش نصیب ہوئی۔ ایک جگہ دایوں نے مورچہ بند ہو کر بیٹھ رہے تھے۔ اور باہر نہیں نکلتے تھے۔ یہاں انھیں خدیو کے کام لے کر اسلامی فوج بھاگ اٹھی۔ جو دایوں کے قلعہ کو بھلے ترکی رسالہ قضا کے شہر کی طرح ان کے سروں پر آموچہ ہوا۔ اور چند ساعت میں پانچ ہزار مسلمانوں کو خدیو کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس فتح کے بعد خدیو مکہ مندر کی زیارت کر کے براہ جدہ مصر کو روانہ ہو گیا۔ اس کا بیٹا طوسون پاشا فوج لے کر نئے مدینہ سے تین سو میل پرے نجدیوں کے دایوں کے خلاف کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عبداللہ بن سعود نہایت پریشان ہوا۔ اور کمال اٹل و ناری درخواست صلح پیش کی۔ طوسون پاشا کی فوج کے پاس رسد نہ رہی تھی اور قحط بھی بہت چکی تھی۔ اس کا خزانہ اپنی ابراہیم آغا بھی ایک مقابلہ میں ہلاک ہو چکا تھا۔ اس لئے طوسون نے صلح کو قرین مصلحت جانا۔ عبداللہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ پھر کبھی نہ اٹھائے گا۔ سلطان کی اور بہت ہو کر رہے گا۔ اور خطبہ سلطان اعظم کے نام پڑھا کرے گا۔

پہلے اُس نے اپنے والد محمد علی کے پاس سفوری کے لئے دو دایوں میں سے ایک چھوڑا  
محمد علی ان خالوں سے صلہ کرتی نہیں جانتا تھا۔ مگر جب اُس کو جیسا من  
وے کا تھا۔ اور فیض حاضر ہونے والی دایوں نے اُتار دیا تو عرض کی کہ حضور!  
عبداللہ کا مزاج اپنے باپ سے بالکل مختلف ہے۔ وہ آپ کا تانا بیدار غلام  
بن کر رہے گا۔ وہ جب مدینہ میں تھا تب بھی اُس نے دولت عثمانیہ کے وزیر  
یوسف پاشا سے کسی قسم کی سازمت نہیں کی تھی یہ تو خدیو نے خاموشی اختیار  
کر لی۔

اس کے بعد خدیو نے طوسون پاشا کو اپنا مصر بنا لیا۔ وہ ڈرتا ہوا وہاں  
پہنچا۔ باپ اس کے شجاعانہ کارناموں سے خوب واقف تھا۔ اس کے پہنچنے پر سدیی  
کی توپیں سر کی گئیں۔ اور اُسے نہایت مہربانی سے ملا۔ مگر تقدیر الہی سے وہ بھڑ  
طاعون واصل بحق ہو گیا۔

## دایوں کے دار الخلافہ کی تباہی

محمد علی دایوں کی شور و پستی سے خوب واقف تھا۔ وہ جانتا تھا۔  
کہ جب تک ان کا مرکز تباہ نہ ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔  
اس لئے اُس نے عبداللہ کی عہد شکنی پر اپنے دوسرے بیٹے ابراہیم کو اس مہم  
کے سر کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

دعیمہ تک پہنچتے ہوئے کئی جگہ بڑے معرکے کے رن پڑے۔ اور سلطان  
شکر نے ہزاروں کی تعداد میں درجہ شہادت پایا۔ محمد علی کا پرکاش صحبتا  
رہا۔ جب درعیہ کا محاصرہ ہوا۔ ابراہیم کے پاس ساڑھے چار سو ہزار فوج باقی تھی۔  
درعیہ میں پانچ فٹے تھے۔ جو یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے۔ اور دایوں کے لئے  
کوئی پناہ کی جگہ نہ رہی۔ اس میں چھ مہینے صرف ہوئے۔

عبداللہ نے جب دیکھا۔ کہ اب میدانِ اُتار سے جاتا رہا۔ تو نہایت عاجزی  
سے صلح کی درخواست پیش کی۔ اور اپنے آپ کو ابراہیم کے حوالے کر دیا۔  
وہ اسے لے کر بمن کی راہ سے مصر پہنچا۔ فتنہ دایہ کے فرو کرنے پر وہاں بڑی

خوشیاں منائی تھیں سینکڑوں توپوں نے گرج کر دور و نزدیک اطلاع دی کہ ہمسام  
و سیزدہ صد سالہ ہندوستان کی دشمن دہائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر نامہ فتح  
لکھ کر باغی کو بکشدست سلطان محمود ثانی قسطنطنیہ روانہ کیا گیا۔ اور اس  
جگہ بعد نشیرو، اسی کیفر کردار کو پہنچا جو مضائقہ کی قسمت ہو چکا تھا۔ یعنی اس  
کے وجود نامہ خود سے مسئلہ ۱۲۳۲ء میں دنیا کو پاک کر دیا گیا۔ الحمد للہ علی ذلک ۛ

## فتنہ دہابیہ سے نقصان جان و مال

یہ فتنہ دہابیہ بڑا بھاری فتنہ تھا۔ اس میں حجاز کی مقدس سر زمین خون  
شہداء سے لالہ زار ہو گئی۔ ہزاروں جانیں تباہ ہوئیں۔ مقامات مقدسہ گرا دے گئے  
مسلمانوں کی ناموس برباد اور حریم شریفین کی ہتک حرمت کی گئی۔ سلطانی  
خزانہ عامرہ پر اس فتنہ کے مٹانے سے جو باند پڑا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ  
سامان وغیرہ پہنچانے کے لئے جو اونٹ، مینوع سے بہتہ تک کرایہ لے گئے مان کا خرچ  
۵ لاکھ ریال پڑا اور ۵۰۰۰ مینورہ سے درجہ تک قریباً ڈیڑھ کروڑ ریال بار برداری پر خرچ  
ہوئے۔ ہزاروں ترکوں اور مصریوں کی جانیں جو حریم شریفین سے بے دیوں کی نجاست  
کو دھکے دے کر قربان ہو گئیں۔ ایسی قیمتی میں مگر اندازہ ہی نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ ان  
شہیدوں کی مدح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور فتنہ منجہ پر سے حجاز کو نجات بخشے  
آمین۔

## دہابیوں کی سی کتنی دراز ہو کر ٹوٹی

بکھڑوں نے شریف غالب کے عہد میں مسئلہ ۱۲۵۰ء میں مکہ پر چڑھائی کی اور  
جسٹس برس تک شہر پر پار کیا۔ اول وہ مشرقی شہروں پر چھائے۔ پھر اقلیم  
الخصار۔ بحرین۔ عمان۔ مسقط کے اور بغداد و بصرہ سے ان کا ملک  
قریب ہو گیا۔ اور تمام حواری کے ملک ہو گئے۔ پھر حیوٹ۔ ذوات النخل  
کے۔ پھر حبشہ اور فرع اور حبشہ کے۔ پھر امین مدینہ و شام کے۔ پھر  
امین شام و حلب و بغداد کے۔ پھر مکہ و مدینہ کے۔ اور مکہ پر قبضہ



کرنے سے قبل اس کے گرد کے قبائل اور طائف اور اس کے گرد کے قبائل  
پھر انہوں نے تلو پالیا۔ جب ذوالقعدہ ۱۱۰۰ھ میں حائف پر قبضہ کیا  
تو غزوہ کلان اور حاکم و محکمہ سب کو قتل کر ڈالا۔ بچوں کو ۱۰۰وں کے سیر  
پر ذبح کیا۔ مال لوٹ لئے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ سترہ ہفتے تک ان کا تر  
یو تار رہا۔ حتیٰ کہ محمد علی پاشا غازیو مقسرنے پانچ سال میں ان کا امتیصال  
کر دیا۔ دہلی نہ صرف حجاز سے نکالے گئے۔ بلکہ ان کے اپنے ملک میں بھی ان  
کی گونہالی کی گئی +

آہ! اب پھر سرکش نے سر اٹھایا ہے شہر لہ غدار بہ انڈیا و  
طیسے اپنے آپ کو ذیل کر چکا ہے۔ ترک و دور جا پڑے ہیں۔ مصر و شام  
کا تسلط نہیں۔ مسلمان ہندوستان بھیڑوں کے گھنے ہیں۔ ان کو نیک  
و بد میں تمیز کرنے کا مادہ نہیں۔ موردہ سوائے زبالی چنچ۔ پکار کے اور کر  
بھی کیا سکتے ہیں ظاہر حالات نجدیوں کے سوافق ہیں۔ مگر خدائے قادر توانا  
ہے۔ اس نے صاحب ریل کو کصیف ماکول کر دیا ہے۔ اور ہمیشہ دیار محبوب  
کو دستبرد اعدا سے بچا لیا ہے۔ وہ ضرور نجدیوں کی بے اوبیوں سے بھی  
حریم شریفین کو نجات دلانے لگا۔ یہ مسلمانوں کی شامت اعمال ہے۔  
کہ ان پر ولابی مسلط ہو گئے ہیں۔ لہذا ان کو توبہ و استغفار میں مشغول ہو  
کر اور کوشش کر کے فتنہ و ابیہ سے حریم شریفین کو آزاد کرانا چاہئے +

اغراض و مقاصد (۱) مسلمانوں کو پابندی شریعت کی رغبت دلانا اور رسالتِ نبیہ کا سب  
حزب الاضافہ کا ہو (۲) باب کرنا (۳) مخالفین اسلام بالخصوص معاندین اہل سنت و جماعت کے  
صلوں کی بذریعہ تقریر وغیرہ روک تھام کرنا اور ادیان باطلہ و فسادے کا ذبح کرنا (۴) تمام مہنت کو  
ایک لڑی میں پرانا اور جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کرنا اور ان کو صفت و عفت اور تجارت کی طرف متوجہ کرنا  
(۵) اہل سنت کے ہر قسم کے حقوق کی بقدر امکان حفاظت کرنا +

شہر الیٰ مہبری (۱) انہیں بڑا کر رکھ دینی شخص ہو گا جو صحیح العقیدہ و متقی ہو (۲) ان کو صفت و عفت  
و عبادت کی صورت۔ پیش کرنا ہو گا (۳) چند مہبری ۳ بار بار اور صاحب دل بزرگوار جعفر زائید عطا  
فرامیں عکریہ کے ساتھ قبول کیا جائیگا +  
(دنا خرم)

# ابن سعود قبضہ مکہ سے پہلے

## دول اسلامیہ کا بیخ بزرگ اور مسلم کش

وہ ابن سعود جس کی تعریف میں آج اخبار زمیندار اور لاہور و امرت سر کی مفاہات کشتیاں (جو سجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے قبضہ میں ہیں) رطب انسان نظر آتی ہیں۔ ابتداء سے اسلام و مسلمین کا سخت دشمن اگر کہنے میں تامل ہو تو نادان دوست کو ضرور ثابت ہو چکا ہے۔ اخبار نجات جو بجنہ سے مشائخ ہوتا ہے۔ اپنے پرچہ مورخہ ۵ اکتوبر میں ابن سعود کی مسلم کشی کا مفصل نقشہ درج کیا۔ جس کا خلاصہ ہم مسلمانوں کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جس شخص لاہوری اور امرت سری اہل حدیث مسلمانوں کے لئے ابو رحمت بتا رہے ہیں۔ وہ کس قدر اسلاموں کے لئے زحمت اور ادھار کا مجسمہ ہے۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ سجدیوں کی بدعنوانیوں اور گستاخیوں کی پاداش میں جو ان سے مقدس سرزمین حجاز میں سرزد ہوئیں تھیں۔ اسلامی جبریتیں ترکی و مصری نے ان کے دامن خلافت میں پہنچ کر ان کو خیر بے سزا دی گئی۔ اس کے بعد جب انہوں نے پھر جنبش کی اور نہایت سفاہت سے کام لے کر محمد بن رشید کی حکومت پر جس کا پایہ تخت حائل تھا۔ اور جو شمالی اور وسط عرب کا ایک نہایت قابل دیندار اور مضبوط حکمران تھا۔ حملہ کر دیا اور منہ کی کھائی تو اسی ابن سعود نے بصرہ کے متصل قصبہ زبیر میں پناہ گزیں تھا۔ اس عظیم الشان عربی حکومت کو مٹانے کے لئے عیسائیوں سے زباز کی اور اپنے مقصد بہ میں کامیاب ہو گیا۔ جیسا کہ واقعات میں سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱۵) کویت کے حاکم کو اس کے بھائی سمیت ایک شخص مبارک  
 ۵۴۱ھ میں رات کو قتل کر ڈالا۔ اور خود شیخ کویت بن میسار کویت اس وقت  
 ترکی اقتدار میں تھا۔ وہاں سے جب اس سفاک کی معزولی کا حکم آیا  
 تو اس نے بغاوت کر دی۔ ابن رشید ۵۹۹ھ میں فوت ہو چکا تھا اور  
 اس کا بیٹا دانی حائل اپنے باپ کی طرح ترکوں کا وفادار تھا۔ اسے  
 خشکی کی طرف سے ہامی پر حملہ کا حکم ہوا۔ اور ترکی فوج دریاء کی طرف  
 سے بڑھی۔ اور دنیا کی مشہور بحری طاقت سیدہ راہ ہوئی اور ادھر  
 ابن سعود نجدی نے غیدوں کے بل پر ملکیت ابن رشید پر حملہ کر کے  
 اور سات برس اسے مصر دین پیکار رکھ کر ایک ایسی سلطنت کا  
 خاتمہ کر دیا جو گزشتہ محارمہ عظیم میں ترکوں کو شریف مکہ وغیرہ کے حلاوت  
 قابل قدر مدد پہنچا سکتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۶) دنیا کی آخری جنگ عظیم میں جب ترکی سلطنت چاروں طرف  
 سے دشمنوں کے حملوں سے خستہ ہو رہی تھی۔ ابن سعود نے اس کے  
 دوستوں پر حملہ کر کے اس کی مشکلات میں اضافہ کیا۔

(۱۷) جب عراقیوں نے اس جنگ کے بعد غیر ملکی قابضین سے مطالبہ  
 کیا کہ حسب وعدہ ملک خالی کر دو تو ابن سعود نے حملہ کر کے حفر بربا کر دیا  
 اور وہ عیسائیوں کی غلامی کو دہائیوں کی خونخواری پر ترجیح دینے پر مجبور  
 ہوئے۔

(۱۸) ابن سعود نے عمان پر حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کیا  
 عیسائیوں نے مداخلت کی اور ابن سعود کے طفیل عربوں کو تسلیم کرنا پڑا  
 کہ وہ عیسائی حکومت کے بغیر نجد یوں کے شر سے نہیں بچ سکتے +

(۱۹) شریف حسین اس کوشش میں تھا کہ بیت المقدس بھی مسلمانوں  
 کے قبضہ میں آجائے مگر یہاں بھی ابن سعود ہی کا حملہ مانع ہوا۔ اس  
 کی فوجیں حجاز میں گھس گئی تھیں۔ وہ جب حجازیوں کا خوب قلع قمع  
 کر دی گئی۔ تو وہ مجبوراً جہک مار کے عیسائی سلطنت سے ہی عداوت طلب

نہیں اس سو کی ہر ہانی سے اس شرط منظور کرنی پڑیں گی جن  
کے ماتے سے شریف حسین کو انکار تھا ۔

## شریف زیادہ غدار ہے یا ابن سعود ؟

بھائیوں کے ہم عقیدہ دشمنان نے ابن سعود کو اسلام و مسلمین  
بڑا غیر خواہ مشہور کر رکھا ہے ۔ اور شریف کی فہرستہ معائب میں  
بہت بڑا عجیب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ترکوں کے ساتھ غد  
آؤ بیکیں کہ نجدی سلطان المعظم سے غد کرنے میں شریف  
سے کم ہے یا زیادہ ۔ اخبار الثقیفہ امرت سر نے ، نومبر  
۱۹۰۴ء کے پتے میں دونوں غداروں کا مقابلہ کر کے  
ابن سعود کو بڑھ کر غدار ثابت کیا ہے ۔ اور وہ  
اس طرح کہ ۔

۱۱ شریف حسین چند سال سے ترکوں کا مخالف اور عیسائی  
معاہدہ بنا کر نجدی قریباً ایک صدی سے جبکہ ۱۸۰ سال  
سے سلطنت اس کے تحت مخالفت اور دشمن ہیں ۔

۱۲ شریف حسین چند سالوں سے عہدائی سلطنت  
ولیفہ غار تھا ۔ مگر نجدی بدلتے راز سے اس  
کے نمک غار رہے ۔ اور پانچ ہزار پاؤنڈ ( ۵۰ ہزار  
روپیہ ) ماہوار اس غرض سے لیتے رہے ۔ کہ ترکوں کو  
زک پہنچانے کے اسباب پیدا کریں ۔

( ۳ ) شریف نے جب ولیفہ دینے والوں کے  
میں کروہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے ۔ تو اُس کا  
ولیفہ بند کر دیا گیا ۔ اور جب ترکوں کے سنے  
حرم شریفین کا کوئی راستہ نہ ملا ۔ تو نجدیوں

۱۳ رورہ ۳ دسمبر سے بھی نجدی غدار ثابت ہے

کہ وہ عہد بھی بند ہو گیا ۔  
 (۴) شریف پر بہت بڑا الزام ہے ۔ کہ اس نے حاجیوں کی تباہی اور خون کا سامان پیدا کیا ۔ مگر اب جو حاجی مدینہ طیبہ سے واپس ہو کر آئے ہیں ۔ ان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ اونٹ کرایہ پر دیتے والے بدوؤں کو بھی سختیوں کے جائزوں نے اکسایا ۔ کہ حاجیوں کو راستہ میں چھوڑ دو ۔ تاکہ وہ بے آب و دان مر رہیں ۔ اور شریف اور زیادہ بدنام ہو ۔ مگر جب حاجی اس تکلیف سے واپس آئے ۔ ان کو وصول شدہ کرایہ واپس دے دیا گیا ۔ (تصدیق کرو اس کی مولانا عظیم احمد علی صاحب نقوری سے)۔

جناب مولانا مولوی عبدالباری صاحب فاضل محکمہ تعلیم  
 مکتوب گرامی

بنام حضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علمی پوری

شریف حسین اور ابن سود بخدی کے متعلق اظہار خیال  
 بخدیوں کے مظالم کی تصدیق

ہم یہ خط حضرت شاہ صاحب علی پوری دام مجدہم کی فرمائش پر درج ذیل

کرتے ہیں۔ تاکہ سلطان وقت حاضرہ کے متفق مجمع رائے قائم کر سکیں۔ اور  
ہندیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کی عتباریوں کا شکار نہ ہوں \*

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
حَاسِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسْلِمًا

مکرمی دام محمدیم اسلام علیکم۔ ہم لوگ ہندو مسلم اتحاد میں کوشاں  
ہیں۔ اور ہماری دل آرزو ہے۔ کہ باہم اہل اسلام میں سکھم اور مضبوط اتحاد  
رہے۔ ایسے نازک وقت میں فرقہ وارانہ اختلاف بہت سخت ضرر  
کا باعث ہو گا۔ معاملات مجاز کی پیچیدگی سے اسی خطرناک افتراق  
کا بھے اندیشہ تھا۔ اور اس کے نہ پیش آنے کی توقع سے میں نے  
شریف حسین کی اصلاح کرنے کو ان کے ساتھ معاندانہ کارروائی کرنے  
سے زیادہ بہتر سمجھا تھا۔ ورنہ وہ جب سے کہ خدا کے اور رسول  
کے احکام کو بنیاد نہ کر کے بھلائی کے حقے بھے بھلا دیا تھا۔ مجھ سے  
وہ صاف نہیں رہتے تھے نہ میں ان کی تابید کر سکتا تھا۔ **ثَلَاثًا**  
**اُمّہٌ تَدَاخَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ**۔ اب ان کا تذکرہ بھی فضل ہے۔ موجودہ  
مات گذشتہ حالت سے ہی زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔ سخت اندیشہ ہے۔  
کہ ہندوستان میں مقلدوں اور غیر مقلدوں کے درمیان افتراق ہو  
جائے۔ جزیرۃ العرب کی اصلاح کو درکنار اپنے یہاں فتنہ و  
فساد ایسا برپا ہو کہ جس کا تدارک اگر اب سے نہ کر دیا تو پھر  
نہ ہو سکے۔ میں سطح کے حالات اور غیر سطح کے خیالات اچھی طرح جانتا ہوں  
اور یقیناً جناب بھی اس سے غافل نہ ہونگے۔ اس وقت مجھے اپنی سنجیدہ  
رائے سے محزون و مشکور فرمائیے۔ کہ اس خطرہ کا تدارک کس طرح کیا جائے  
یہ امر نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ کہ جو الزامات شریف  
حسین پر عائد تھے اور جو شبہات ان پر عائد کئے جاتے تھے۔ کم و بیش  
ابن سعود بھی ان میں مشترک ہیں۔ بنیاد ترکوں کی و خلیفہ خواری  
انگریزوں کی اور بربریت و جہالت کے مظالم ابن سعود میں انکے مخالف



متواتر ظاہر کر رہے ہیں۔ اور سقوط طائف کے وقت جو بے شک جماعت بھجیے  
 فساد کے ہیں وہ طشت از بام ہو سکتے ہیں۔ منافقین اور مخالفین جو خیر  
 پہنچا رہے ہیں اور قرآن مجید سے جن کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ سخت جبرناک  
 اور صہرت افزا ہیں۔ اس سے اگر قطع نظر کیا جائے۔ کہ ایسے عقائد کی  
 رو سے انہوں نے مقدس مقامات کی راوۃ یا بلا راوہ بھیر متی کی۔ حالانکہ ان  
 کے خلاف اعتقاد رکھنے والے کثیر اہل اسلام نظر انداز نہیں کر سکتے اور بعد از  
 قیاس یہی نہیں سمجھتے۔ غیر مصافی پر امن اشخاص کا قتل کیا جانا کوئی پسند  
 کر لیا۔ مجھے اہل نجد کے موافق اور مخالف اور متہمتی صحت کی ضروریوں اور  
 تذکروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ایسے متہمتی صحت کو مگر جو صلاحیت  
 بھی قتال کی نہیں رکھتے تھے اور نہ ان کا کوئی ایسا جرم تھا کہ جس پر  
 شریعت حلف قتل کا حکم صادر کرے۔ یہی کا خاندان اور ملکی شافعی  
 شیخ عبداللہ زواوی اور ان کے خاندان کے لوگ جن میں شیخ فانی اور  
 اور تھے تھے قتل کر ڈالے گئے۔ اور مولوی ندیم احمد صاحب مجددی مہاجر  
 مدینہ منورہ کے فرزند گرفتار کر ڈئے گئے۔ اور ان سے ایک سزار گمنی  
 دانشی (کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ مولوی صاحب خود طائف میں موجود  
 تھے۔ اور انہوں نے اپنے رو برو گذرے ہوئے واقعات و حالات  
 ذکر کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عام ہوا۔ عام غارتگری  
 کی گئی۔ عورتیں بے حجاب اور مردوں کے کپڑے اتر ڈالے گئے۔ اور یہ  
 لوگ پدلی بھوکے پیاسے دلوں کے گئے۔ لیکن ایسی پر خطر حالت میں کہ  
 تین فاقہ ان پر گذرے اور مکہ شریف تک بدشواری پہنچے۔ معلوم نہیں  
 کہ کتنے مظالم ایسے ہی ان سے سرزد ہوئے ہونگے جن کا بعد میں ثبوت  
 ہوگا۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے دوستدار ابن سعود فرض یہ ہے کہ  
 ان سے یہ مظالم چھڑوا دیں۔ اور کئے ہوئے ظلموں کے تدارک کی طرف توجہ  
 دلائیں۔ محض ان کے عیوب پر پردہ پوشی اور ان کی کامیابی پر مبارکبادی  
 ان کی دوستی نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ وارانہ اختلاف کا پیا کرنا اور اس کی ذمہ داری

نے کی نزد تصدیق کے معطوہ الجار زمیندار میں مندرجہ صحت و دیہند کا مفروضہ ہو۔

اپنے اوج پہنچا ہے۔ ابن سعود کا قبضہ مکہ مکرمہ پر ان کی پریشانیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ اخلاف پیدا ہو چکے۔ شریف حسین باوجود بڑے فطرتی ہونے کے ہر دلعزیز نہ ہو سکے۔ کیا انہوں نے اس کی کوشش نہ کی ہو گی۔ ابن سعود ان کو زیادہ کوشش نہیں کر سکتے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے سلاطین آل عثمان کو کہ انہوں نے اپنی قوت اور اقتدار کے باوجود دو کروڑ روپیہ سالانہ ارض مقدس پر صرف کر کے گو نہ امن قائم رکھا تھا۔ شاہزادہ یزدپور نے جمہیت طینی عربیہ بسر کر دی امیر علی جدہ میں قائم کر چکی ہے ابن سعود اگر ان کے مصالح کے خلاف کچھ کرینگے۔ تو امیر علی ان کی فحاشی کے لئے کافی ہیں۔ ورنہ ابن سعود کو سوائے سر تسلیم رکھنے کے کیا چارہ کار ہے۔ اس وقت ان کی ہر دلعزیزی قائم ہے تو یہ خیالے دشوار ہے۔ میں جس طرح شریف حسین کی اصلاح کو مفید سمجھتا تھا ان کے ساتھ معاندت سے۔ کیونکہ ان کا عمل میرے نزدیک بہت سی دشواریوں کا پیش خیمہ تھا۔ اسی طرح اب تو مجھے یہی راہ دکھائی دیتی تھی۔ کہ جب تک نعم البدل نہ ملے۔ ابن سعود کی اصلاح کی فکر کی جاسے نہ کہ ان کی معاندت کی جائے۔ لیکن ان کے دوستوں نے ایسی فضا پیدا کر دی۔ کہ مجھے مجبوراً یہ انتہائی پیش کرنا پڑا۔ اگر جلد آپ ایسے حضرات نے توجہ نہ فرمائی تو بد سے بدتر حالت ہونے والی ہے۔ امید ہے کہ جواب سے جلد سرفراز فرمائیگی والسلام

فقیر عبد الباری عفی اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ  
[ یکم ربیع الثانی - ۱۳۳۴ھ ]

انتقباۃ :- مولانا عبد الباری صاحب تمام ارکان خلافت ہند کے سر تاج رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت وثوق سے ابن سعود کے مقام کی تصدیق کی ہے۔ دیکھئے مجاہدین کے ہم عقیدہ اشخاص کے زیر اثر خلافت کشمیاں اور اخبار مولانا موصوف کی حق گوئی پر کیسے برستے ہیں ؟  
(دنا غم حزب الامانات)

## افکار و حوادث

لاہور اور امرت سر کی خلافت کیتیاں ان دنوں ان دنوں کے ہاتھ میں ہیں جو بزرگان دین کے دن سنا حرام سمجھتے ہیں مگر ابن سود سجدی کے قبضہ کنڈ پر انہوں نے جشن سنا اور چاغان کرنا جائز کر دیا ہے۔ گویا جو خدائی اختیار ہے ان کے ہاتھوں کو حاصل تھے کہ جس چیز کو چاہیں حرام کریں اور جسے چاہیں حلال قرار دے۔ وہ سجدی کی فتح پر غیر مقلدوں کو حاصل ہو گئے ہیں ۔

سجدی کے جشن فتح کے جلسہ منعقد ہونے پر چید روزانہ میں صہ خلافت کیسٹی لاہور نے جن کے خاندان کو غزنی سے لڑنے کے عقائد کی بنا پر خانت از وطن ہونے کا فخر حاصل ہے خفیوں کو بڑی سخت دھمکی دی کہ اگر وہ آج واپسوں کی فتح پر شریک جشن نہ ہوئے تو کل اہل حدیث ہی اسیر کا بل وغیرہ خفیہ جہنم کی فتنہ بی پر شامل ہو گئے خدا کے لئے اس دھمکی کو عملی جامہ نہ پہنائیے ۔ ورنہ دوسرے خفیوں کی جماعت میں اگر اپنی نسبت آبادی سے ایک ہی واپسی شان نہ ہوا۔ تو جلسہ بے رونق رہیگا

لاہور کا مشہور روزنامہ جس کی باگ سجدیوں کے ہم عقیدہ ہوا خواہوں کے ہاتھ میں رہی ہے اپنے کوشش سمجھتا ہے کہ باوجود علم دین سے بے خبری کے علمائے دین کی نمائندہ چینی کرے۔ اور بزرگوں کی پگڑی اچھال دے۔ مگر جب کوئی عالم دین کسی لیڈر کا خلاف شریعت فعل بنا کر صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرے۔ تو وہ فعل در آتش ہو جاتا ہے۔ اور جی بھر کے صلواتیں سناتا ہے۔ اپنی بے ادبیوں کی وجہ سے ہی تو شیعوں کی طرح غیر مقلد دنیا میں بدنام ہیں ۔

خفی علماء جو روزنامہ مذکور کی غیر مقلد انہ سحرریوں کا رد لکھ کر بھیجیں۔ اس کے کاموں میں جگہ نہیں مل سکتی۔ مگر جب کسی غیر مقلد کی چائے سے تواضع کر دی جائے تو اس کا ذکر بڑے فخر سے اخبار میں کر دیا جاتا ہے۔ کاش ان لوگوں کے دل میں چائے جتن ہی دین کی قدر ہو تو ۔

## شکریہ

ماسٹر احمد دین صاحب لال ماسٹر ٹیلر بسنی سب سے پہلے شکر ہے کہ مسیحیوں نے  
 پانچ سو سال پہلے کے لئے پچیس روپے عنایت کئے۔ خدا ان کی سمر اور مال میں برکت دے۔  
 تاکہ وہ دینی کاموں میں پیش قدمی کر سکیں۔ مسلمانوں نے جو چندوں میں  
 سیکڑوں کی تعداد میں خیرات کی رکینت اختیار کر لی ہے۔ اب اس سے  
 یقین واثق ہو گئے۔ کہ ان کی کوشش سے گمراہ فرقے جلد صراطِ مستقیم اختیار کر لیں گے۔

## مسلمانوں کی فرقوں کی عیاریوں سے بچو

اے بھولے بھالے مسلمان بھائیو! تمہارے لئے بڑا نازک وقت ہے۔ سو برس  
 کے اندر اندر نئے پیدا شدہ فرقے طرح طرح کی عیاریوں سے تمہیں ہراہ مکت  
 حنیفہ سے دور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو تمہیں ان کے فرقوں سے  
 مطلع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے تفرقہ انداز اور اتحاد شکن مشہور کرنے لگ  
 جاتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بڑے مفید وہ ہیں جنہوں نے تیرہ سو سال کی دُخنی جماعت  
 کو چھوڑ کر اور سوادِ اعظم سے منہ موڑ کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی۔ اور اس شعر  
 کے مخاطب بن گئے۔

یہ چھوٹی سی مسجد تیری بی بی فرہین

نہ جانے مصلے نہ جانے وضو ہے

ان پر اُلتا چڑک تو ال کو ڈانٹنے کی ضرب النشلِ راست بیٹھتی ہے کہ نفاق و شقاق  
 بین المسلمین کے ترکیب تو خود ہیں مگر کمالِ شرخ چشمی سے بڑی اسلامی جماعت کو گمراہ اور فتنہ پرداز  
 کہتے ہیں۔ اگر وہ واقعی اتفاق و اتحاد کے خواہاں ہیں تو آپس میں سوادِ اعظم کی طرف جس  
 پر حکیمِ نبیِ مسلمؐ نہائی اُتھ ہے۔ اور چھوڑ دیں شیعہ۔ اہلحدیث۔ احمدی اور  
 اہل قرآن (چکڑالوی) کہلانا اور خود ساختہ مسائل کو خلافِ جماعت رائج کرنا اور وہ ایسا نہیں  
 کر سکتے تو بتائیں کہ انہیں ہم پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ خود تو دینِ صیغہ کو مٹانے کی کوشش دھڑلے سے